© rasailojaraid.com

سودی دادوستد: ایک علمی وعقلی تجزیہ

مولانا محمد نعیم صدیقی ندوی۔ ایم۔اے (علیگ) دارالمصنفین اعظم گڈھ

(بیسویں صدی نے اپنی نفسانیت کی تسکین کے لئے شریعت کے متعدد منصوص محرمات مثلاً سود اور رشوت وغیرہ کے جواز کے لئے نہایت لچر تاویلات اور سطحی دلائل سے کام لیا اور ان پر جدید اصطلاحات کے خوش نما و نظر فریب پردے ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ مستغربین یا تجدد پسندوں کا یہ طبقہ بہت ہی منظم طور پر اسلام کے خلاف سازش میں مصروفِ عمل ہے۔ مال و زر کے خزانے اور ارباب سیاست کی حوصلہ افزائی ان کی پشت پناہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ "چراغ مصطفوی" سے "شرار بولہبی" کی ستیزہ کاری اس عہد کی کوئی خصوصیت یا امتیاز نہیں ہے۔ لیکن قلم کا جگر شق ہوا جاتا ہے اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے کہ متجددین کی ان اسلام مخالف سازشوں کی زد میں بہت سے ایسے ثقہ و سنجیدہ اہل علم اور ممتاز اسلامی ادارے بھی آگئے جن کا مشن اور مقصدِ قیام ہی مستشرقین یورپ اور... مستغربین کی اسلام کے خلاف پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ اور اسلام کا دفاع کرنا تھا۔ درحقیقت یہ اس وقت کی ایک نہایت ہی تشویشناک صورت حال ہے۔ اگر خدانخواستہ کعبہ سے ہی کفر کی افزائش ہونے لگے تو پھر اسلام اور مسلمانوں کا وجود کہاں باقی رہ جائے گا۔ العیاذ باللہ) "نعیم"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رباکی تعریف | ربا کے اصل معنی زیادتی اور بڑھوتری کے ہیں۔ لیکن اصطلاح فقہ میں اس زیادتی کو کہتے ہیں جو قرض پر بعاوضۂ اصل لی جاتی ہے۔ یعنی دائن ایک متعینہ رقم معینہ مدت کے لئے قرض دے اور اس مدت کے عوض اپنے اصل کے علاوہ مزید کچھ وصول کرے جس کے مقابل کوئی عوض نہیں ہے۔

جاہلی عرب جو ربوی کاروبار کرتے تھے وہ بعینہ وہی تھا جسے آج کل سود کہتے ہیں۔ سرمایہ دار اپنے مقروض سے کہتا کہ میں تمھیں مثلاً سو روپیہ قرض دیتا ہوں۔ تم اگلے سال سوا سو روپے ادا کر دینا۔ وقت معینہ آنے پر وہ مدیون سے اس کا مطالبہ کرتا۔ اگر وہ ادا نہ کر سکتا تو دائن کہتا کہ میں مدت ادائیگی میں اضافہ کرتا ہوں تم رقم بڑھا دو۔ اس طرح وہ بے چارہ کبھی ادا نہ کر سکتا اور سود کی رقم دو چند سہ چند ہو جاتی۔ غرض یہی طریقۂ سود جاہلیت میں رائج اور مشہور و معلوم تھا ہاں ادھر دو صدیوں سے یورپ کے بقالوں نے اس طریقہ میں کچھ مزید اضافہ کیا کہ بجائے مہاجنی اور شخصی سطح پر سودی کاروبار کے انھوں نے اسے تجارتی سطح پر شروع کیا۔ بنیکنگ سسٹم اور انٹرسٹ کا نظام قائم کیا یہ محض ایک خوش نما فریب ہے ورنہ دونوں طریقوں میں کوئی قابل لحاظ فرق نہیں ہے۔ پہلی صورت میں ایک ہی سرمایہ دار غریبوں کا خون چوس کر اپنی تجوری گرانبار کرتا تھا۔ اور دوسری صورت میں چند سرمایہ دار مل کر غریب عوام کو لوٹتے ہیں۔

ہجرت کے آٹھویں سال فتح مکہ کے موقع پر حرمت سود کی آیتیں نازل ہوئیں ظاہر ہے جہاں یہ فاسد مادہ پورے معاشرہ میں ساری ہو اور اسی کے شب و روز اسی ماحول میں گذرتے ہوں اور جہاں اس لعنت کو معاشی و اقتصادی ترقی کے لئے ایک جزو لاینفک خیال کیا جاتا ہو وہاں سے اچانک اور یک بیک اس نظام کی بیخ کنی دشوار تھی۔ اس لئے بتدریج اس کو ختم کرنے کے احکام نازل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئے۔ یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے اس کاروبار کی ممانعت فرمادی ارشاد فرمایا۔

وربا الجاهلية موضوعة وأول ربا أضع ربا عباس بن عبد المطلب فانه موضوع كله۔ (صحیح مسلم بروایت ابن جابر)

اور زمانہ جاہلیت کا سود چھوڑ دیا گیا اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں وہ عباس ابن عبد المطلب کا ہے۔ وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔

چونکہ آیت ربوا میں صرف سودی دادوستد کے چھوڑنے کی تاکید اور اس پر وعید شدید کا ذکر تھا۔ لیکن ربا کی شکلوں کی وضاحت نہیں فرمائی گئی تھی۔ اس لئے اس وقت جو ربا متعارف و معلوم تھا۔ اس کو تو مسلمانوں نے فوراً ترک کر دیا اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مفہوم میں وسعت فرما کر بیع و شرار کی کچھ ایسی شکلوں کو بھی اس میں شامل کر دیا جس میں کسی ایک فریق پر زیادتی ہو رہی ہوتی تھی اور چونکہ ربوا کی اصل روح واسپرٹ منافع کی منصفانہ تقسیم ہے اس لئے جہاں کہیں بھی یہ روح مفقود ہو وہ ربوا میں داخل سمجھا جائے گا۔ ربا کی اس قسم کو ربا الفضل کہا گیا ہے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ربوا کی ایک نئی قسم کا انکشاف کیا۔ جس کا مفہوم پہلے سے معلوم و متعارف نہ تھا۔ ارشاد فرمایا:۔

الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل يداً بيد فمن زاد واستزاد فقد اربى الاخذ

سونا سونے کے بدلے۔ چاندی چاندی کے بدلے گیہوں گیہوں کے بدلے۔ کھجور کھجور کے بدلے۔ نمک نمک کے بدلے لیا جائے۔ تو اس کا لین دین برابر سرابر ہونا چاہئے۔ اس میں کمی بیشی یا ادھار ربوا کے حکم میں ہے۔ جس کے گناہ میں لینے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والمعطی فیہ سواء۔ (بخاری) والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔

لوگوں کے لئے یہ ایک نیا انکشاف تھا کہ ان چھ اشیاء مذکورہ میں بھی کمی بیشی ناجائز ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کو عقل و قیاس سے بعید خیال کیا۔ اور اس کے قبول کرنے میں بھی تامل کیا۔ جیسا کہ حضرت عباسؓ شروع میں اس قسم کی حرمت کے قائل نہ تھے۔ مگر چونکہ یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوسعید الخدری جیسے ثقہ راوی سے مروی ہے۔ اس لئے جب حضرت عباس کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے سابقہ مسلک سے رجوع کر لیا (کما رواہ مسلم)[1]

ربا کی دو قسمیں | سودی واد وستد کی دو قسمیں ہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے۔

۱۔ ربا النسیئہ

۲۔ ربا الفضل

ربا النسیئہ تو وہی جو ربا جاہلیت کے نام سے معروف ہے۔ یعنی قرض وادھار پر نفع لینا۔ اور ربا الفضل کی حرمت حضور اکرم نے اپنے قول سے فرمائی۔ چونکہ یہ بیع کی ایک شکل تھی اس لئے صحابہ کو اس کے سمجھنے میں دشواری پیش آرہی تھی۔ اسکو "ربا الحدیث" بھی کہتے ہیں۔

ربا جاہلیت کیا تھا؟ امام رازی اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اعلم ان الربا قسمان ربا النسیئۃ وربا الفضل۔ اما ربا النسیئۃ فھو الامر الذی کان مشھوراً متعارفاً فی الجاھلیۃ وذلک انھم کانوا یدفعون المال علی	سمجھ لو کہ ربا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ادھار کا ربا دوسرے تقدیر زیادتی کا ربوا۔ ادھار کا ربوا تو وہی ہے جو جاہلیت سے مشہور و متعارف چلا آتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ لوگ اپنا

[1] امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان يأخذ واكل شهر قدرا معينا ويكون راس المال باقياً۔ ثم اذا حل الدين طالبوا المديون برأس المال فان تعذر عليه الاداء زادوا في الحق و الاجل وهذا هو الربا الذي كانوا في الجاهلية يتعاملون به واما ربا النقد فهو ان يباع من الحنطة بمنوين منها وما أشبه ذلك ۔[1]

روپیہ اس شرط پر دیتے کہ اتنا روپیہ ماہوار مدیون کو سود ادا کرنا ہوگا۔ اور راس المال بدستور باقی رہے گا۔ پھر جب قرض کی میعاد پوری ہو جاتی تو وہ قرضدار سے اپنا راس المال طلب کرتے اور اگر وہ اسوقت ادائیگی سے عذر کرتا تو وہ ان میعاد میں اور زیادتی کر دیتا اور راس کا سود بڑھا دیتا تھا۔ اور ربا نقد یہ ہے کہ ایک من گیہوں کے بدلے دو من لیا جائے اور اسی طرح دوسری اشیاء۔

اس طرح ابوحیان اندلسی آیت ربوا کے ذیل میں لکھتے ہیں :۔

وكان اهل الجاهلية اذا حل دَينه على غريمه طالبه فيقول زدني في الاجل وازيدك في المال فيفعلان ذلك ويقولان سواء علينا الزيادة في اول البيع بالربح او عند المحل لاجل التاخير فكذبهم الله ۔[2]

جب قرض کی ادائیگی کا وقت آجاتا تو اہل جاہلیت قرضدار سے مطالبہ کرتے تو قرضدار کہتا کہ تم مدت میں اضافہ کر دو میں مال میں اضافہ کر دوں گا۔ بس دونوں ایسا ہی کرتے اور کہتے کہ خواہ بیع میں نفع سے زیادتی لیں یا مدت آنے پر مؤخر کر کے نفع لیں دونوں برابر ہے۔ بس اللہ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی۔

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۲۔ [2] البحر المحیط ج ۲ ص ۳۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واضح رہے کہ یہ بیع ور لوا کو ایک ہی کہنے والے بنو ثقیف تھے۔ چونکہ اس وقت سب سے متمول قبیلہ یہی تھا۔ اور سودی داد وستد کی لعنت میں وہی سب سے زیادہ مبتلا تھے۔ جیسا کہ مفسر ابوحیان نے تصریح کی ہے۔

کانت ثقیف اکثر العرب ربواً فلما نہوا عنہ قالوا انما البیع مثل الربا۔

عرب میں ثقیف ہی سب سے زیادہ سودی کاروبار کرنے والے تھے۔ جب ان کو اس سے منع کیا گیا تو انھوں نے کہا بیع تو ربا ہی کی طرح ہے۔

حرمت سود قرآن میں ربا کی حرمت پر ائمہ وفقہاء کا اجماع ہے۔ جس میں کسی تاویل یا شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن کی آٹھ آیتوں میں اور چالیس احادیث نبوی میں شدت سے سودی داد وستد کی ممانعت وارد ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ سودی کاروبار کرنے والوں سے اعلان جنگ تک کی دھمکی دی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا۔ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز اس طرح کھڑے ہوں گے۔ جیسے کہ وہ جس کو شیطان لپٹ کر خبطی بنا دے (یعنی حیران و پریشان) یہ انجام کار اس لئے کہ انھوں نے کہا تھا کہ بیع ربا ہی کی مثل ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا۔ پس جس کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا وہ تو اسی کا رہا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو شخص پھر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سود کھائے۔ پس وہ لوگ جہنم میں جائیں گے
اور اس میں دائمی رہیں گے۔

آیت مذکورہ میں سود خور کی تشبیہ ایک آسیب زدہ مجنوں سے دی گئی ہے۔ جو ظاہر ہے۔ ہر عمل کی جزا اس کے مناسب ہی ہوتی ہے۔ آج اس دنیا ہی میں شب و روز کے مشاہدہ میں آتا رہتا ہے کہ سود خوار مال و دولت کی افزائش میں دن رات منہمک رہتا ہے نہ خواب و خور کی فکر نہ راحت و آرام کا خیال۔ پوری مفلس قوم کی حالت سے اس کو کوئی سروکار نہیں رہتا ہے دنیا کی یہ مدہوشی یوم الحساب میں آسیب زدہ خبطی کی شکل میں ظاہر ہوگی۔

اس آیت بالا میں سود خوار کی سزا کا سبب یہ بتلایا گیا کہ انھوں نے بیع و ربا کو یکساں قرار دے لیا تھا۔ حالانکہ دونوں کے ظاہری فرق کے علاوہ اللہ جل شانہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور ربا کو حرام گویا وہ دوہرے جرم کے مرتکب ہوئے۔ ایک تو یہی کہ خدا نے جس چیز کو حرام قرار دیا اس کے جواز کے قائل ہوئے۔ دوسرے اس کے جواز کے لئے لغو قسم کی تاویل سے کام لیا۔

بیع و ربا کا ایک سامنے کا فرق تو ہر صائب فکر پر واضح ہے کہ بیع و شراء میں دونوں طرف مال ہوتا ہے۔ اور تبادلہ جنسین ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف قرض وادھار میں جو زیادتی دائن سود کے نام سے لیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی مال نہیں بلکہ اجل و میعاد ہے (یعنی ادائیگی قرض کی مدت) جو ظاہر ہے "مال" نہیں۔ پھر اس کو یہ زیادتی لینے کا کیا استحقاق؟ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ ایسا کہنے والے طائف کے مشہور سرمایہ دار بنو ثقیف تھے۔ جو اس وقت تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

غالباً بے محل نہ ہوگا کہ اسی جگہ بعض لوگوں کے اس اشکال کو بھی حل کر دیا جائے کہ احل اللہ البیع وحرم الربٰو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قول خداوندی نہیں ہے بلکہ ان ہی لوگوں کا قول ہے جنھوں نے بیع و ربا کو مماثل قرار دیا تھا اور یہ جملہ ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ حالانکہ جمیع مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہ اللہ جل شانہ ہی کا قول ہے۔

چنانچہ چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر مفسر ابن جریر طبری آیت مذکورہ کے تحت رقمطراز ہیں:۔

قال اللہ لیست الزیادۃ من وجہ البیع نظیر الزیادۃ من وجہ الربا لانی احللت البیع وحرمت الربا والامر أمری والخلق خلقی اقضی فیھم ما أشاء [1]	اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ زیادتی جو بیع میں حاصل ہوتی ہے وہ ربا کی زیادتی کے مماثل نہیں اس لئے کہ میں نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا اور ظاہر ہے حکم میرا ہی چلے گا۔ مخلوق میری ہے جو چاہوں گا وہی فیصلہ نافذ ہوگا

امام فخر الدین رازی نے احل اللہ البیع وحرم الربا کو قول خداوندی ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

اما اکثر المفسرین فقد اتفقوا علی ان کلام الکفار انقطع عند قولہ انما البیع مثل الربا و اما قولہ احل اللہ البیع وحرم الربا فھو من کلام اللہ تعالیٰ ونصہ علی ھذا الفرق ذکرہ ابطالا لقول الکفار انما البیع مثل الربا	اکثر مفسرین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کفار کا کلام انما البیع مثل الربا پر ختم ہوگیا اور احل اللہ البیع وحرم الربا اللہ جل شانہ ہی کا کلام اور اس کا اس فرق پر نص ہے جسکو اس نے کفار کے قول انما البیع مثل الربا کو غلط ثابت کرنے کے لئے کہا ہے اور اس قول کی صحت پر کئی دلیلیں

---

[1] تفسیر طبری ج ۳۔ ص ۶۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والحجۃ علی صحۃ ھذا القول وجوہ [1] ہیں۔

اس صراحت کے بعد امام رازیؒ نے بتفصیل تین وجوہ بیان کئے ہیں۔ جن میں سے دوسری اور تیسری دلیل بہت ٹھوس ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

"۔ بیع وشراء کے تمام مسائل میں امت مسلمہ اس آیت پر ہمیشہ عامل رہی۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب انھیں اس بات کا علم رہا ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ورنہ بصورت دیگر اس سے ان کے لئے استدلال جائز نہ ہوتا۔"

"اللہ جل شانہ نے اس جملہ کے فوراً بعد فرمایا فمن جاءہ موعظۃ من ربہ... الخ پس اس کلام کا مطلب یہ ہوا کہ جب کفار کے دلوں میں انما البیع مثل الربا۔ کا شبہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے شبہ کو زائل اور ان کی مماثلت کو باطل کرنے کے لئے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ اگر احل اللہ البیع وحرم الربا اللہ تعالیٰ کا قول نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے شبہ کا جواب بھی موجود نہیں۔ پھر فمن جاءہ موعظۃ من ربہ.... اس جگہ مناسب و موزوں نہ ہوتا۔"[1]

حافظ جلال الدین سیوطی رقمطراز ہیں:-

کان الرجل اذا حل مالہ علی صاحبہ یقول المطلوب للطالب زدنی فی الاجل وازیدک علی مالک فاذا فعل ذلک قیل لھم ھذا ربا۔ قالوا سواء

جب کسی کا قرض دوسرے پر باقی ہوتا۔ اور وقت ادائیگی آجاتا تو مدیون دائن سے کہتا کہ تم مدت میں زیادتی کر دو میں تمہارا مال بڑھا دونگا۔ جب وہ یہ عمل کرتے تو

۱۔ تفسیر کبیر ج ۲ ص ۵۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علینا ان زدنا فی اول البیع او عند محل المال فہما سواء. فاکذبھم اللہ تعالیٰ فقال احل اللہ البیع وحرم الربا فمن جاءہ موعظۃ من ربہ. یعنی البیان الذی فی القرآن فی تحریم الربا۔[1]

ان سے کہا جاتا کہ یہ ربا ہے، وہ جواب دیتے کہ چاہے بیع کے وقت زیادتی لے لی جائے، یا مدت ادائیگی آنے پر دونوں برابر ہے۔ بس اللہ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا۔ احل البیع وحرم الربا الخ یعنی قرآن میں تحریم ربا کے بارے میں جو صراحت آئی ہے۔

علامہ آلوسی بغدادی اسی آیت کے ذیل میں رقمطراز ہیں:-

جملۃ مستأنفۃ من اللہ تعالیٰ رداً علیھم ولتسویتھم وحاصلہ ان ماذکرتم قیاس فاسد الوضع لأنہ معارض للنص فھو من عمل الشیطان علی أن بین البابین فرقاً وھو ان من باع ثوباً یساوی درھماً بدرھمین فقد جعل الثوب مقابلاً لدرھمین فلا شئ منھما الا وھو فی مقابلۃ شئ من الثوب والمراد ابلاع درھماً بدرھمین فقد اخذ الدرھم الثانی بغیر عوض ولا یمکن جعل الامھال عوضا اذ الامھال لیس بمال حتی یکون فی مقابلۃ

یہ ایک نیا جملہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کفار اور ان کے بیع وسود کو مماثل قرار دینے کا رد کرتے ہوئے وارد ہوا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تم نے جو ذکر کیا وہ غلط قیاس ہے جو نص کے معارض ہے اور شیطانی عمل ہے اس بنا پر کہ دونوں میں فرق ہے وہ یہ کہ جو شخص ایک درہم کے کپڑے کو دو درہم میں فروخت کرے تو اس نے کپڑے کو دو ہی درہم کے مقابل ٹھہرایا پس وہ پورے کپڑے کی قیمت قرار پا جائے گی اور ربا یہ کہ جو ایک درہم دو درہم کے عوض فروخت کرے تو وہ ایک درہم بغیر عوض لے گا اور یہ ممکن

[1] الدر المنثور ج ۱ ص ۳۶۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المال۔ ؎ نہیں کہ وہ مہلت کو عوض قرار دے چونکہ
امہال (مہلت دینا) مال نہیں کہ وہ مال
کے مقابل ٹھہر سکے۔

محدث شہیر علامہ انور شاہ کشمیریؒ اسی آیت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ (واحل اللّٰہ البیع وحرم الربا) ھذا جواب عن قولھم انما البیع مثل الربا۔ حاصل الجواب انکم کیف حکمتم بالتسویۃ بین البیع والربا مع الفرق الجلی بینھما۔ فان البیع حلال والربا حرام۔ ؎

اللّٰہ تعالیٰ کا قول واحل اللّٰہ البیع وحرم الربا تاویل کرنے والوں کے قول انما البیع مثل الربا کا جواب ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تم بیع و ربا میں مماثلت کیسے کرتے ہو۔ جب کہ ان دونوں میں نہایت نمایاں فرق ہے۔ اس لئے کہ بیع حلال ہے اور ربا حرام۔

مذکورۃ الصدر تفسیروں کے علاوہ شوکانی، خازن، جصاص، ابوالمسعود، کشاف اور ابوحیان توحیدی وغیرہ تمام مفسرین نے بصراحت لکھا ہے کہ احل اللّٰہ البیع وحرم الربا اللّٰہ عزوجل ہی کا قول ہے۔ جو اس نے بنو ثقیف کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمائے۔ اب رہا یہ سوال کہ "اگر یہ قول خداوندی ہے تو اس کا یہ محل نہ تھا۔ بلکہ وہیں تھا۔ جہاں اضعافاً مضاعفۃ سود کی ممانعت ہے" تو یہ یکسر سوء تفاہم پر مبنی ہے۔ معمولی غور سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا اصل موقع بیان یہی ہے۔ قرآن حکیم نے تاویل کرنے والوں کے ساتھ درحقیقت "منہ توڑ جواب" والا طرز اختیار کیا ہے اگر ان تاویل کرنے والوں کی تکذیب فوراً نہ کی جاتی تو پھر کب؟ کوئی شخص آپ کے

؎ روح المعانی ج ۳ ص ۴۳ ؎ فیض الباری ج ۳ ص ۱۰۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سامنے آپ سے کوئی غلط بات منسوب کرے تو کیا آپ فوراً خاموش رہکر آئندہ کسی موقع کے منتظر رہیں یا علی الفور اپنی صفائی میں جواب دیں گے ؟

مزید براں بصورت دیگر آگے کا کلام فمن جاءہ موعظۃ من ربہ الخ۔ بے ربط ہوجاتا ہے۔ آخر وہ موعظۃ کیا تھی ؟ یہی حلتِ بیع وحرمتِ ربا !! یعنی جس کو یہ حکم قرآنی معلوم ہوگیا اور وہ پھر اس سے محفوظ رہا تو جو کچھ پہلے لے چکا وہ تو اسی کا ہے۔ لیکن حرمت ربوا کا علم ہوجانے کے بعد جو ایسا کرے گا اس کی سزا خلود فی النار ہے

اس کے علاوہ مفسرین کا اجماع ہے کہ حرمت سود کی آیات کا نزول بتدریج ہوا ہے۔ اور اضعافا مضاعفۃ والی آیت اس سلسلہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی۔ جس میں اولاً صرف دو چند سہ چند سود لینے کی ممانعت کی گئی اس کے بعد رفتہ رفتہ اس بیخ گرفتہ نظام کو بدلنے کے لئے آیات تحریم سود کا نزول ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ سب سے آخر میں یہی آیت :- احل اللّٰہ البیع وحرم الربا نازل ہوئی۔ اور اس نے علی الاطلاق ہر قسم کے معمولی و غیر معمولی سود کو حرام قرار دیدیا۔

راقم سطور کو یہ بحث اس لئے تفصیل اور وضاحت سے کرنی پڑی کہ آج کل اسلامی ثقافت اور تحقیقاتِ اسلامی کے نام پر ہند و پاک میں قائم بعض اداروں کے محققین بہت شد و مد کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن میں کہیں صراحت کے ساتھ ربا کی حرمت کا ذکر نہیں آیا ہے۔ بلکہ اس پر صرف وعید شدید ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ یا پھر "اضعافاً مضاعفۃ" (غیر معمولی) سود لینے کی ممانعت ہے۔ حالانکہ آیت پیش نظر جو تحریم سود کی اساس ہے۔ نہایت صراحت اور اطلاق کے ساتھ حرمت ربا کا اعلان کرتی ہے۔

حرمت ربوا کے سلسلہ میں دوسری آیت میں سود خواروں کو اتنی شدت کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے کہ قرآن میں کہیں دوسرے گنہگاروں سے ایسی سختی کے ساتھ شاید ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خطاب کیا گیا ہو۔ قرآن نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۔ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ

(البقرہ ۳۸ ۔ پارہ ۳)

اے مومنو! اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور رہا سود لوگوں کے ذمہ باقی ہے اس کو چھوڑ بیٹھو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تم کو اصلی رقم ملیگی۔ نہ تم کسی کا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے۔

شریعت اسلامیہ کی بنیاد انصاف پر قائم ہے۔ بیع و شرار یا معاملات کی جتنی ایسی قسمیں ہو سکتی ہیں۔ جہاں کسی فریق کا ضرر و نقصان ہے۔ اس کو شرعاً ممنوع قرار دے دیا ہے۔ جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لعنت قبل اسلام اتنی عام ہو چکی تھی کہ کوئی بھی متنفس اس سے مامون نہ تھا۔ اہل جاہلیت کے رگ و پے میں یہ جراثیم سرایت کر چکے تھے۔ ایسی عام و با کو بیک حکم منسوخ کرنے سے بہت سے عوائق اور مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔ اس لئے تدریج حرمت ربوا کے احکام نازل ہوئے چنانچہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت احل اللہ البیع وحرم الربا " تحریم سود کے سلسلہ کی آخری آیت ہے جیسا کہ سطور بالا میں ذکر آچکا ہے۔

متذکرہ صدر آیت کے شان نزول میں کتب تفاسیر میں کئی واقعے مذکور ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت عباس اور بنی مغیرہ کا ایک شخص زمانہ جاہلیت میں شرکت میں کاروبار کرتے تھے۔ ان کے پچھلے سود کے حساب میں بہت بڑی رقم بنو ثقیف کے ذمہ واجب الادا تھی۔ ۱؎

۱؎ الدر المنثور ج ۱ ص ۳۶۶ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ مقاتل کا قول ہے کہ قبیلہ ثقیف کے چار بھائی مسعود، عبد یالیل، حبیب اور ربیعہ جو عمرو بن عمیر ثقفی کے لڑکے تھے بنی مغیرہ سے سودی لین دین کرتے تھے۔ یہ آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ [1]

۳۔ سدی کا قول ہے کہ یہ آیت عباس بن عبد المطلب اور بنی المغیرہ کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو شرکت میں کاروبار کرتے تھے۔ [2]

ان تینوں واقعات میں کوئی تضاد نہیں۔ ممکن ہے یہ حکم تینوں کے بارے میں نازل ہوا ہو۔ غرض یہ کہ قبول اسلام کے بعد جب سابقہ سود کے مطالبات آپس میں پیش ہوئے تو ان آیات کا نزول ہوا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ تحریم ربا کے بعد اس کی بقایا رقومات کا لین دین بھی جائز نہیں۔ ہاں اتنی رعایت ضرور دی جاتی ہے کہ عدم واقفیت کے باعث جو رقوم سود کی مد میں لے چکے اس میں تصرف تمہارے لئے جائز ہے۔ لیکن آیت بالا میں جو صرف راس المال کا استحقاق بتلایا گیا ہے وہ بھی توبہ کے ساتھ مشروط ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عدم توبہ کی صورت میں راس المال بھی ضبط ہو سکتا ہے۔

تحریم سود، احادیث میں اب ذیل میں تحریم ربا کے سلسلہ کی چند احادیث نبوی درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ھم سواء (رواہ مسلم وغیرہ)	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سودی تحریر لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والے پر لعنت فرمائی۔ نیز فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔

[1] تفسیر کبیر ج ۲ ص ۵۴۰۔ [2] تفسیر طبری ج ۳ ص ۴۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ عن عبد اللہ بن مسعودؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الربا بضع وسبعون بابا والشرك مثل ذلك۔ (رواہ البزار رواتہ رواۃ الصحیح)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کے مفاسد کچھ اوپر ستر ہیں۔ اور شرک اس کے برابر ہے۔ اس کو بزاز نے روایت کیا ہے اس کے راوی صحیح کے راویوں کی طرح ہیں۔

۳۔ عن عبد اللہ بن سلامؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدرھم یصیبہ الرجل من الربا اعظم عند اللہ من ثلاثۃ وثلاثین زنیۃ یزنیھا فی الاسلام۔ (رواہ الطبرانی)

حضرت عبد اللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک درہم جو کوئی سود سے حاصل کرے اللہ کے نزدیک مسلمان ہونے کے باوجود تینتیس بار زنا کرنے سے زیادہ شدید حرام ہے۔

۴۔ وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر حدیثاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال فیہ ما ظھر فی قوم من الزنا والربا الا احلوا بانفسھم عذاب اللہ۔ (رواہ ابو یعلیٰ باسناد جید)

حضرت عبد ابن مسعودؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل فرمائی جس میں یہ بھی ہے کہ جس قوم میں زنا اور سود کا شیوع ہوا۔ اس نے یقیناً عذاب الٰہی کو اپنے اوپر اتار لیا۔

تبادلہ جنسین اور سود

اب تک کی گفتگو ربا النسیئہ کے بارے میں تھی جس کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ربا الفضل کی حرمت کسی آیت قرآنی سے صراحتاً ثابت نہیں ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بصیرت سے ربا کے متعارف مفہوم (یعنی ربا النسیئہ قرض و ادھار پر نفع لینا) میں وسعت فرماکر تبادلہ جنسی میں بھی کمی بیشی کو ربا میں شامل فرمادیا تھا۔ چنانچہ ربا الفضل کی حرمت درحاصل حسب ذیل فرمان نبوی پر مبنی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء يداً بيد واذا اختلفت هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يداً بيد

سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں بدلے گیہوں کے، کھجور بدلے کھجور کے اور نمک اگر نمک کے بدلے لیا دیا جائے تو برابر سرابر اور دست بدست ہونا چاہئے۔ اور اگر یہ اصناف مختلف النوع ہوں تو جس طرح چاہو بیچو، مگر دست بدست پھر بھی مشروط ہے۔

اس کے علاوہ صحیح بخاری ومسلم کی متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ صحابہ اس قسم کی بیع وشرار کرتے تھے۔ اور آپ نے عملاً اس قسم کے موقع پر ان کو ٹوکا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے۔

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الذھب بالذھب الا مثلا بمثل ولا تشفوا بعضھا علی بعض. ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلا بمثل ولا تشفوا بعضھا علی بعض ولا تبیعوا منھا غائباً بناجز۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے کو سونے سے فروخت نہ کرو مگر برابر سرابر اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو۔ اور چاندی کو چاندی سے نہ بیچو۔ مگر برابر سرابر۔ اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو۔ اور غائب کو نقد سے فروخت نہ کرو۔

ایک موقع پر ایک صحابی نے حضرت عمرؓ کے سامنے ایک شخص سے سونا خریدا اور کہا پلٹ کر آؤ ہمارا خادم آتا ہے تو ہم تم کو اس کے بدلے چاندی دے دیں گے حضرت عمرؓ نے فوراً ٹوکا کہ:۔

فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بلاشبہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قال الورق بالذهب ربا الا ھا ء وھاء والبر بالبر ربا الا ھاء وھاء والشعیر بالشعیر ربا الا ھاء وھاء والتمر بالتمر ربا الا ھاء وھاء

چاندی سونے کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے۔ جو جو کے بدلے۔ کھجور کھجور کے بدلے (اگر لیا دیا جائے) تو سود ہے۔ الا یہ کہ ایک ہاتھ سے دیا اور ایک سے لیا جائے۔

اس مضمون کی متعدد احادیث صحیح بخاری میں بھی موجود ہیں جن سے بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ سونے چاندی، اشرفی، گنی، گندم۔ جو، کھجور، اور نمک کی بیع و شرار میں وصف، مقدار اور وزن کی مماثلت لازمی ہے مزید براں ان اشیار کی خرید و فروخت بطور ادھار بھی جائز نہیں ہے۔ (باقی)

جواہر الفقہ

عظیم اسلامی انسائیکلوپیڈیا

تالیف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح بانی دارالعلوم کراچی

جس میں فقہ اسلامی اور سائنس جدید سے پیدا شدہ مسائل پر حضرت مفتی اعظم کی تقریباً پچاس کتب و رسائل و مقالات جدید اضافہ کے ساتھ عصری موضوعات پر عظیم تحقیقات عضاء کی سرجری اور خون کا استعمال، اسلام کے نظام تقسیم دولت پر ایک بین الاقوامی اسلامی سیمینار، علم نبوی کی تحقیق، بیمہ زندگی، انتخابات اور شرعی ضابطہ، حق تصنیف اور ایجاد، اسلام اور صحافت، مشینی ذبیحہ معمہ لاٹری اور ریس، زرعی نظام عشر و خراج، مسلم پرسنل لا و سماجی اصلاحات پر متبادل تجاویز ان کے علاوہ علم تفسیر و حدیث تاریخ تجدید ایمان و عقائد اور خطبہ جمعہ، سمت قبلہ تقلید رد بدعت اور دیگر جدید مسائل، ہدیہ جلد اول مجلد ۲۲/۰ جلد دوم مجلد -/۲۴

ملنے کا پتہ:- ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

© rasailojaraid.com